پروفیسر امتیاز احمد سعید

سیرت طیبہ اور علوم انسانی کا فروغ

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی انسانیت کے لیے ایک کامل و اکمل اور دائمی و ابدی نمونہ زندگی ہے۔ اس لیے آپؐ کی سیرت طیبہ زندگی کے تمام پہلوؤں سے متعلق ہر دور کے ہر انسان کے لیے راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ سیرت پاک کے گوناگوں پہلوؤں میں ایک علوم انسانی کا فروغ ہے۔

علم کے لغوی معنی جاننا پہچاننا واقفیت حاصل کرنا اور یقین کرنا ہے اصطلاحاً علم سے مراد کسی چیز سے متعلق سماعت یا مطالعہ سے صحیح معلومات اخذ کر کے اس کی حقیقت و ماہیت معلوم کرنا اور اس کی صحت کا یقین حاصل کرنا ہے۔ علم انسان کی سب سے بڑی دولت، اسلام کا سب سے اہم عطیہ، اور پیغمبر اسلامؐ کا سب سے گراں قدر انعام ہے۔ کیونکہ علم ہی نے انسان کو ظلمت و تاریکی اور جہالت سے نکال کر روشنی اور اُجالے سے ہمکنار کیا۔ اور علم ہی کی بدولت انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز ہوا بلکہ کائنات کی ہر شے کو مسخر کر کے ہی فضیلت و برتری کو ثابت کیا ہے۔

قرآن حکیم حضور نبی کریمؐ کو بطور معلم انسانیت متعارف کراتا ہے۔ جدِ انبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا جو قرآن حکیم میں مذکور ہے یہ تھی کہ: ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایٰتک و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم (البقرۃ - ۱۲۵) (اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جو انھیں تیری آیات پڑھ کر کے سنائے انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے)۔ اس مضمون کی

آیات تین اور مقامات پر بھی وارد ہوئی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ؐ کی بعثت کا مقصد تلاوت آیات ، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس تھا ۔ یہ سب تعلیم ہی کے مختلف پہلو ہیں جن پر حضور ؐ نے عمل درآمد فرمایا ۔ قرآن حکیم اور تاریخی حقائق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ؐ اُمی تھے اور آپ کا علمی فیضان براہِ راست خلاق کائنات کی جانب سے تھا ۔ قرآن حکیم کی سب سے پہلی وحی جو آپ ؐ پر نازل ہوئی پڑھنے کے حکم پر ہی مشتمل تھی فرمایا ۔ اقرا باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقراء و ربک الاکرم الذی علم بالقلم ۔ علم الانسان مالم یعلم ۔ (اے نبی پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ۔ پڑھیے اور آپ کا رب بڑا بزرگ و برتر ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا)

قرآن حکیم میں بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں دعوت علم کا تذکرہ موجود ہے اور طلب علم کے جذبے کو اُبھارا گیا ہے ۔ حضور رسالتمآب ؐ نے بھی اپنے اس فرض منصبی کو ملحوظ رکھتے ہوئے عمر بھر علم کے موتی بکھیرے جملہ کتب احادیث میں علم سے متعلق ارشادات پر مشتمل ایک ایک باب قائم کیا گیا ہے ۔ ان ارشادات پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ حضور نبی کریم ؐ نے حصول علم کو ہر مسلمان مرد عورت پر واجب ٹھہرایا ہے ، حصولِ علم کے لیے گھر سے نکلنے والے کو اللہ کی راہ میں نکلنے والے سے تعبیر کیا ہے ۔ طالب علم کی موت کو شہادت کا درجہ دیا ہے ۔ علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا ہے اور انھیں عابدوں پر فضیلت دی ہے ۔ حضور اکرم ؐ نے ہمیشہ یہ دعا فرمائی ۔ رب زدنی علما (اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما) اور اسی طرح یہ دعا اللھم انی اعوذ بک من علم لاینفع (اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے)

قرآن و احادیث کے ان ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سرور کونین ؐ نے جس علم کی انسان کو دعوت دی وہ پوری انسانی زندگی سے متعلق ہے اور ہر دور کے

لئے کافی و شافی ہے اور یہ علم ایسا ہے جس کا مقصد انسانوں کی بھلائی ہے۔ اس میں تمام نفع بخش علوم شامل ہیں۔ دراصل اسلامی نقطۂ نظر سے علوم کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ علم ہے جو اللہ اور بندے کے رشتے کو متعین کرتا ہے اور خدا شناسی و خود شناسی کی صورتیں پیدا کرتا ہے۔ دوسرے وہ علوم ہیں جن کا تعلق عقل و فکر اور مشاہدے سے ہے۔ ان کا مقصد انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی پہلوؤں کو اجاگر کرنا اور نوع انسانی کے مفاد کے لئے مادی وسائل بروئے کار لانا ہے۔ اصطلاحاً اس دوسری قسم کے علوم کو انسانی علوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کے تقریباً ایک تہائی حصے میں قدرت کے گوناگوں مظاہر کی طرف توجہ دلا کر کائنات کے مشاہدے اور مطالعے پر زور دیا گیا ہے اور اس طرح انسانی علوم کے حصول کی طرف رغبت دلائی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ افلا ینظرون الی الا بل کیف خلقت۔ و الی السماء کیف رفعت۔ و الی الجبال کیف نصبت۔ و الی الارض کیف سطحت۔ (وہ اونٹ کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہ اسے کس طرح کس طرح پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے کھڑے کیے گئے ہیں اور زمین کو کہ وہ کس طرح بچھائی گئی ہے) بلکہ قرآن حکیم میں جا بجا یہ دعوت دی گئی ہے کہ افلا ینظرون (وہ کیوں نہیں دیکھتے) افلا یتفکرون (وہ کیوں غور نہیں کرتے) افلا یتدبرون (وہ کیوں تدبر نہیں کرتے) افلا یعقلون (وہ کیوں عقل سے کام نہیں لیتے) اور اس طرح انسان کو تفکر اور تعقل کی ترغیب دی گئی ہے جو علوم انسانی کی بنیاد ہے۔ احادیث نبوی میں بھی ایسی دعوت موجود ہے۔ پھر قرآن و احادیث میں کائنات حیوانات، نباتات، حشرات الارض، سیاحت، جہاز رانی، جغرافیہ، ہیئت، ریاضی طب اور دیگر لسانی علوم کا اجمالا ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ ان حقائق کو بھی بیان کیا گیا ہے جن تک ماہرین علوم کی ہنوز رسائی ہو سکی۔

قرآن و احادیث کے مطالعے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انسان پر لازم ہے کہ کائنات اور اس کی تمام اشیاء کو نوع انسانی کی بھلائی کے لیے تصرف میں لائے اور مادی ذرائع و وسائل کی تمام ظاہری ہیئتوں سے کام لے بلکہ فطرت کی تمام قوتوں کو مسخر کر کے اپنے کام میں لائے ۔ چنانچہ قرآن حکیم ببانگ دہل اعلان کرتا ہے و سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً منہ (جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب تمھارے لیے مسخر کردیا گیا ہے) اس طرح اسلام نے تجسس کی روح بیدار کر کے اور فکرو نظر سے کام لینے کی طرف توجہ دلا کر جدید علوم انسانی کے لئے راہیں ہموار کیں ۔ یہ اسلام ہی کا فیض ہے کہ انسان نے اس روش پر قدم رکھا جس سے اس کے اندر علمی روح بیدار ہوئی اور اس نے علوم و فنون کی مردہ رگوں میں زندگی کا خون دوڑایا اور بالآخر جدید علوم انسانی کی فضا قائم کر دی ۔ علامہ اقبال نے اپنے ایک خطبے میں اس نقطے کو نہایت خوب صورتی سے پیش کیا وہ کہتے ہیں - قرآن حکیم کا یہ نظریہ خاص غور کا مستحق ہے جس نے اسلام کے متبعین میں حقیقت الامری کے احترام کا بیج بویا جس کی وجہ سے آخرکار وہ جدید سائنسی علوم کے موجد قرار پائے ۔ ایک ایسے دور میں جبکہ تلاش حق کی راہ میں مشاہدات کو ہیچ گردانا جاتا تھا تجرباتی روح کو بیدار کرنا بہت بڑی اہمیت کا حامل تھا ۔

طلوع اسلام سے قبل تمام دنیا میں تاریکی کے بادل چھائے ہوئے تھے ہر طرف ظلمت و جہالت کا دور دورہ تھا ۔ اسلام نے اس دور تاریکی کو ختم کیا اور علم و حکمت کے نور کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا ۔ اس کی ابتدا قرآن حکیم سے ہوئی جس میں علم کے ساتھ حکمت کا لفظ بھی وارد ہوا ہے ۔ بعض علماء نے اسے سائنس و فلسفہ کے مترادف قرر دیا ہے ۔ کتاب اللہ میں نہ صرف سائنس و فلسفہ کی باتوں کا ذکر ہے بلکہ بعض اشیاء کے تجربات و مشاہدات بھی بیان ہوئے ہیں آنحضرتؐ کی ذات اقدس صحیح معنوں میں دنیا کے لیے رحمت ثابت ہوئی اور آپ نے ہر شعبہ زندگی میں نوع انسانی کی نہ صرف رہنمائی کی بلکہ جدید علوم انسانی کے رحجانات بھی پیدا کیے ۔ آپ نے ہر قدم پر مشاہدہ اور تجربے کی مثال پیش کی ۔ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی

عربوں کی جنگی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ تھی ۔ طب اور دوسرے انسانی علوم کے دائرے میں آپ کے ارشادات جدید نظریات میں اہم حیثیت رکھتے ہیں ۔

خلافت راشدہ میں غیر مسلم ماہرین علم و ادب سے مکاتیب و مخاطبت کا سلسلہ قائم ہوا جس سے علوم کا دائرہ وسیع ہوا ۔ عہد بنی آمیہ میں جدید علمی سرگرمیوں کی باقاعدہ ابتدا ہوئی مصر سے فلاسفہ یونان کی ایک جماعت بلوائی گئی جس کی مدد سے طب نجوم اور کیمیا کی کئی کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئیں جدید انسانی علوم کو تبلیغی نشو و ارتقاء کا عہد بنی عباس میں حاصل ہوا جسے مسلمانوں کی علمی ترقی کا زریں دور شمار کیا جاتا ہے ۔ علوم کے اس فروغ و ارتقاء کے بارے میں ابن خلدون لکھتا ہے کہ شروع شروع میں عرب چونکہ بدویت اور سادگی کے دور سے گزر رہے تھے اور جملہ صنائع سے بے بہرہ اور بے تعلق تھے اس لیے یہ علوم حکمیہ سے بھی کنارہ کش رہے لیکن جب ان کی سلطنت نے شان پکڑی تو عرب بھی شہریت و حضریت کے خوگر ہوئے بلکہ دوسروں سے بھی تمدن میں بازی لے گئے پھر قسم قسم کے صنائع علوم کا ان کے ہاں چرچا ہونے لگا اور علوم حکمیہ کا ان کے دل میں زبردست شوق بھڑکا ۔

ترقی کا یہ زریں دور عہد مامونی میں اپنے کمال کو پہنچ گیا ۔ خلیفہ مامون الرشید نہ صرف علم کی سرپرستی کرتا تھا بلکہ ریاضی اور ہیئت کا خود بڑا عالم تھا ۔ اس کا سب سے سہتمم بالشان کارنامہ بیت الحکمت کا قیام تھا ۔ یہ ایک طرح کی علمی اکادمی تھی جس میں ترجمہ تصنیف و تالیف اور علمی تجربات کے شعبے تھے ۔ اس کے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ تھا ۔ مختلف علوم کی نادر کتب جمع تھیں ۔ یہاں یونانی علماء کی کتب کا عربی میں ترجمہ کیا جاتا تھا ۔ مختلف علوم کے ماہرین نئی نئی کتب مرتب کرتے اور علمی مشاہدات و تجربات کیے جاتے تھے ۔ ایک شاندار رصدگاہ اس کا حصہ تھی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں مسلمان ماہرین اٹھے جنھوں نے اپنے تجربات و نظریات سے علمی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا ۔

علوم کی یہ ترقی دنیائے اسلام کے گوشے گوشے میں پھیل گئی دمشق ، بغداد ، قاہرہ ، اسکندریہ ، ہسپانیہ قرطبہ جدید علوم کے زبردست مراکز قرار پائے مسلمان علماء و ماہرین کی دنیائے علم میں ہر طرف پذیرائی ہوئی ۔ علم کیمیا میں جابر بن حیان کی کتاب کیمیا ۲ ۹ ۱ ء میں جرمنی سے شائع ہوئی اور اسے علم کیمیا کا بانی تسلیم کیا گیا ہے ۔ مشہور ماہر طبعیات ابن الھیثم نے روشنی کا ایک شاہکار کتاب المناظر پیش کی علم نباتات میں ابن مسکویہ نے پہلی بار حیات نباتات کا نظریہ پیش کیا اور دعویٰ کیا کہ کھجور میں زندگی ہے علم حیوانات میں اس کی کتاب الفوز الاصغر مسئلہ ارتقاء پر ایک زبردست تحقیقی مقالہ ہے ۔ علم ہیئت مسلمانوں کا خاص فن تھا ۔ اس میں جابر بستانی ، خوارزمی ، نہاوندی ، نے شاندار کارنامے انجام دیئے ۔ علم ریاضی میں خوارزمی نے پہلی مرتبہ صفر کا استعمال کیا اور جبر و مقابلہ پر پہلی کتاب تصنیف کی ۔ عمرو خیام نے اس فن میں اپنی معرکہ الآراء کتاب مکعبات پیش کی ۔ جغرافیہ میں خوارزمی یعقوبی اور ابن یحییٰ اور ابن حوقل کی خدمات قابل فخر ہیں ابن حوقل کی کتاب سدرہ الارض نے خاص شہرت پائی طب بھی مسلمانوں کا خاص فن تھا ۔ اس فن میں محمد زکریا رازی نے سو سے زائد کتابیں لکھیں اور اسے دنیائے اسلام کا طبیب اعظم کہا گیا ہے ۔ دوسرا نامور مسلمان طبیب بو علی سینا تھا جس کی کتاب القانون طب کا شاہکار تسلیم کی گئی ہے ۔ فن جراحت میں ابوالقاسم الزہراوی نے خاص مقام حاصل کیا ۔ اس کی کتاب التعریف اپنے فن میں بے مثال تھی ۔

غرض تمام جدید انسانی علوم میں مسلمانوں نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ انھوں نے کئی ایسے نظریات ترتیب دیئے اور یورپ کے جدید دور ترقی کے لئے بنیاد مہیا کی ۔

اس ساری گفتگو ماحصل یہ ہے کہ سیرت طیبہ کی بدولت نہ صرف دنیائے انسانیت ظلمت و تاریکی سے نکل کر علوم سے بہرہ ور ہوئی بلکہ حضور رحمت دو عالم معلم انسانیت کی بدولت علوم انسانی کو اس قدر فروغ حاصل ہوا کہ دنیائے علم میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہو گیا ۔ مسلمانوں کی یہی علمی ترقی یورپ کی اور امریکہ کی موجود ترقی کا پیش خیمہ تھی ۔ آج بھی اگر مسلمان اسوہ رسول کا اتباع کریں اور قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل نہ کر لیں ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسوہ رسول کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین